والا قانون اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہوگا۔ سابقہ تجربات کی روشنی میں یہی قوی امکان ہے کہ وہ قانون بھی مغربی تصورات ہی سے ہم آہنگ ہوگا۔ اس لیے خیر خواہانہ مشورہ یہی ہے کہ اس ملک میں نکاح و طلاق کی اسلامی تعلیمات کو غیر اسلامی قانون سازی کے ذریعے مزید مشق ستم بننے سے بچایا جائے۔

❺ - حاصل بحث

مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ازدواجی جائیداد کا مسئلہ محض ایک سماجی یا معاشی مسئلہ نہیں بلکہ ایک گہرا فقہی، قانونی اور اصولی مسئلہ ہے، جس کا تعلق اسلامی تصور ملکیت، عقد نکاح کی نوعیت، مہر، نفقہ، وراثت، شرکت اور دیگر متعدد فقہی ابواب سے ہے۔ شریعت اسلامیہ نے زوجین کے مالی حقوق اور ذمہ داریوں کے درمیان نہایت متوازن نظام قائم کیا ہے۔ اس لیے اگر معاشرے میں خواتین کو اپنے حقوق کے حصول میں عملی مشکلات کا سامنا ہے تو ان کے حل کے لیے سب سے پہلے ان حقوق کے مؤثر نفاذ کو یقینی بنانا چاہیے جو شریعت نے پہلے ہی ان کے لیے مقرر کیے ہیں، نہ کہ ایسے نئے قانونی تصورات اختیار کیے جائیں جو اسلامی قانون ملکیت اور عائلی نظام کے مسلمہ اصولوں سے متصادم ہوں یا ان کے بارے میں نئے فقہی اور قانونی اشکالات کو جنم دیں۔ اسی تناظر میں پاکستان میں عائلی قوانین سے متعلق قانون سازی کا تاریخی تجربہ بھی اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس نوعیت کے معاملات میں قانون سازی نہایت حساس اور دوررس نتائج کی حامل ہوتی ہے۔

مزید برآں، یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ پاکستانی معاشرے میں نکاح و طلاق سے جڑے مسائل کو بڑھاوا دینے میں عدالتی اور قانون سازی کے عمل میں بعض اوقات پائی جانے والی بے جا یک طرفہ روش اور جانبداری نے بھی کردار ادا کیا ہے، جس کا مشاہدہ عدالتی خلع، تنسیخ نکاح، مہر اور جہیز سے جڑے مسائل، نفقہ کی مقدار، اور حق حضانت اولاد جیسے دیگر معاملات میں بارہا کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورتحال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر فریق کو اس کا جائز حق دیا جائے، دوسرے کا حق نہ چھینا جائے، اور نہ ہی اس فضیلت کی آرزو کی جائے جو اللہ تعالیٰ نے ایک فریق کو دوسرے پر عطا کی ہے۔ اسی بنیادی اصول کی طرف قرآن کریم ان الفاظ میں رہنمائی فرماتا ہے:

''وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا.'' (النساء:32)

ترجمہ: ''اور جن چیزوں میں ہم نے تم کو ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے ان کی تمنا نہ کرو، مرد جو کچھ کمائی کریں گے ان کو اس میں سے حصہ ملے گا اور عورتیں جو کچھ کمائی کریں گی ان کو اس میں سے حصہ ملے گا، اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو، بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

وصلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين

حرمین شریفین کی خدمت وحفاظت

فضیلت اور تقاضے

مولانا محمد شفیق علوی
استاذِ جامعہ

نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے پورا جزیرۃ العرب قبائلی تصادم اور خانہ جنگیوں میں گھرا ہوا تھا، معمولی معمولی بات پر خون بہانا ایک عام سی بات سمجھی جاتی تھی۔ قبائل کے اسفار بے امنی کے خطرات سے دوچار رہتے تھے، سفر سے قبل قافلہ بندی کرنا پڑتی، تاکہ کوئی قبیلہ قافلہ پر حملہ کرکے مال نہ لوٹ لے یا جان سے نہ مار دے۔ دوسری طرف بیت اللہ کے اطراف میں آباد قبیلۂ قریش کے لوگ بیت اللہ کے متولی تھے، بیت اللہ کی نسبت سے دوسرے قبائل ان کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ یہ بیت اللہ کی حفاظت کرنے والے اور بیت اللہ کے متولی ہیں۔ کوئی قبیلہ ان سے لڑائی نہ کرتا، تجارتی اسفار میں جن قبائل سے گزر ہوتا وہ بیت اللہ کے رکھوالوں کی عزت وتکریم کو تعظیم بیت ہی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ نیز بیت اللہ کی وجہ سے ان کو مکہ میں بھی امن واطمینان حاصل تھا۔

قریش نے جب دین اسلام کی مخالفت کی اور اسلام قبول کرنے کی صورت میں دیگر قبائل کی طرف سے ناراضی اور عزت واحترام میں کمی کا اندیشہ ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ''اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ'' (العنکبوت:67) نازل فرما کر ان کے اس بے بنیاد شبہے کو رد فرمادیا، یعنی ہم نے کیا حرم کو امن کی جگہ نہیں بنایا؟ حالانکہ ان کے اطراف میں جو لوگ ہیں ان کو اُچکا اور قتل کیا جارہا ہے۔ قریش کو جتلایا گیا کہ تمہارا امن واطمینان اور عزت واحترام سب بیت اللہ کی برکت سے ہے، جب تم بیت اللہ کے پروردگار کو نہیں مان رہے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے تم کو اتنی عزت اور شرافت دی، اب جب تم بیت اللہ کے پروردگار کو مان لوگے تو کیا اللہ تعالیٰ تم کو بے یارومددگار چھوڑ دیں گے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوگا، بلکہ

ماضی شاہد ہے کہ بیت اللہ شریف کے ساتھ حفاظت وخدمت کی نسبت رکھنے والوں کے دفاع اور معاش کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اٹھا رکھا ہے، چنانچہ قرآن کریم کی سورۂ فیل میں دفاعی ضمانت کی مثال پیش کی گئی ہے اور سورۂ قریش میں معاشی بندوبست کا بیان فرمایا گیا ہے: ''اَلَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ''۔

پوری دنیا کے اندر اشیاء ضروریہ کی قلت ہوا کرتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے حرمین شریفین میں فراوانی عطا فرمائی ہے، لاکھوں لوگ حج وعمرہ کرنے آتے ہیں، لیکن کسی نعمت کی کمی نہیں ہوتی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین میں اتنا تیل رکھا کہ ساری دنیا اس کی طرف للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ یہ تمام نعمتیں بیت اللہ کی نسبت سے ملی ہیں۔ یہ نسبت اتنا بڑا اعزاز ہے کہ وہاں کے شاہی حکمرانوں نے اپنا نام جلالۃ الملک سے تبدیل کر کے ''خادم الحرمین الشریفین'' رکھا۔

مگر اس حفاظتی انتظام اور معاشی انعام پر مقام شکر کے طور پر یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ: ''فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ'' یعنی جب معاشی آسودگی اور امن واطمینان اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ عبادت بھی اسی کی کی جائے، اطاعت وفرمانبرداری بھی اسی کی کی جائے۔

مکہ معاہدہ کی شکل میں پاکستان اور پاکستانی عوام کو بھی ایک اعزاز عطا کیا گیا ہے، حرمین شریفین کی حفاظت کی سعادت ملی ہے:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اب اس سعادت کے بعد پاکستان کی ذمہ داری کیا ہے؟! ایک طرف بیت اللہ کے متولی ہیں اور دوسری طرف بیت اللہ کے محافظین ہیں، ان دونوں میں ایک قدر مشترک ہے، وہ یہ کہ بیت اللہ اللہ کی بندگی کے لیے قائم ہوا ہے اور پاکستان بھی اسی مقصد کے لیے قائم ہوا ہے، پرانے لوگ جانتے ہیں کہ آزادی کے موقع پر نعرہ لگایا گیا: پاکستان کا مطلب کیا: ''لا إلٰه إلّا الله'' جس خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلمہ ''لا إلٰه إلّا الله'' کی بنیاد پر پاکستان جیسی نعمت عطا کی، اس نعمت کی قدردانی کی ضرورت ہے اور اس کے کچھ تقاضے ہیں، لہٰذا جس طریقے سے بیت اللہ کے متولیوں اور خدام کے لیے قیامت تک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ''فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ'' اسی طریقے سے بالواسطہ یہ حکم محافظین حرمین شریفین کی طرف بھی متوجہ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ قیامت تک آنے والے حرمین شریفین کے تمام متولیوں، خدام اور محافظین کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ: ''فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ'' تم اپنے پروردگار کی بندگی کرو، اور عبادت و بندگی صرف نماز پڑھنا نہیں ہے، بلکہ سر سے لے کر پاؤں تک پوری زندگی کو اللہ اور رسول ﷺ کے طریقے کے مطابق ڈھالنا ہے۔

حرمین شریفین کے متولی، خدام اور محافظین اللہ تعالیٰ کے اس وعدے پر یقین کرتے ہوئے اپنے اپنے معاشرے اور ملک میں اسلامی، عبادات، آداب اور اقدار کو فروغ دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کا ماحول بنائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ان کی مدد فرمائیں گے اور انہیں امن و سکون اور معاشی ترقی عطا فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات کی رعایت و عمل درآمد کی برکت سے ہمارا ملک بھی ترقی کرسکتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا جو اللہ کے گھر کی حفاظت کرے اللہ اس کی حفاظت نہ کرے: ''اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ'' (سورۂ محمد:۷)۔ جو بیت اللہ کے متولی تھے اور مسلمان نہیں تھے اللہ نے ان کو ''الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ وَّاٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ'' کا اعزاز بخشا، جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور حرمین شریفین کی حفاظت کریں کیا اللہ تعالیٰ ان کے لیے اس وعدہ کو پورا نہیں کرے گا؟ یقیناً پورا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک موقع دیا ہے، اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو زیادہ سے زیادہ اپنے دامن میں سمیٹ لیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ عزت اور شرافت عطا کرے جو حرمین شریفین کی خدمت کے صدقہ میں قوموں کو ملی ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حرمین شریفین سارے عالم کے مسلمانوں کی ریڈ لائن ہے اور حرمین شریفین کی حفاظت ہر مسلمان کی آرزو بھی ہے اور ہر مسلمان کی کوشش بھی۔ اللہ تعالیٰ حرمین شریفین کی حفاظت فرمائے، خدانخواستہ اگر حرمین شریفین کے خلاف کوئی جارحیت ہوئی تو مملکت پاکستان اور ہر پاکستانی ان شاء اللہ حرمین کی حفاظت کے لیے تیار ہے اور اس سعادت کے حصول کے لیے اپنا تن من دھن قربان کرنے کے لیے تیار ہے:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....